احسان الٰہی ظہیر

فکر و نظر

کم نظری و بے بصری

اسلام آباد سے رسوائے زمانہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے وارثین ایک رسالہ "فکر و نظر" کے نام سے نکالتے ہیں جس میں فکر کم اور نظر کم تر اور بے نظری اور بے بصری زیادہ ترین ہوتی ہے، خصوصاً ایک صاحب صغیر حسین معصومی کے مضامین تو بے مائگی اور بے بصیرتی کا شاہکار ہوتے ہیں کہ انہیں فقہی اور شرعی مصطلحات کا تو کیا علم ہوگا وہ بے چارے تو اردو الفاظ کے استعمال تک سے ناواقف اور بے خبر ہیں۔ چنانچہ ہم جولائی کے "ترجمان الحدیث" میں ان کے علم و فضل کے کئی ــــ جواہر پارے قارئین کے علم میں لاچکے ہیں کہ یہ "مرد صالح" چلے ہیں تقلید پر گفتگو کرنے لیکن خود تقلید کے معنی تک نہیں جانتے کہ کبھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو تقلید ٹھہراتے ہیں اور کبھی اچھے لوگوں اور اچھی قوموں کی پیروی کو تقلید شمار کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس قسم کے مواضیع پر گفتگو کرتے ہوئے مصطلحات کا کس قدر پاس کیا جاتا اور خیال رکھا جاتا ہے لیکن وائے افسوس کہ:۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

اور جب سے اس قسم کے بوالہوسوں نے حسن پرستی شعار کی ہے تب سے آبروئے شیوۂ اہل نظر مٹ گئی ہے۔

اور ہم نے کبھی ایسی مصنوعی عظمتوں کا نوٹس تک نہیں لیا لیکن کبھی کبھی دل بھر ہی آتا ہے کہ آخر ــــــــــــ

انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

لیکن ہمیں "فکر و نظر" کا شمارہ اگست دیکھ کر حیرت ہوئی کہ معصومی صاحب بجائے اس کے کہ اپنے بے ما[یگی] [پ]ن پر اظہار ندامت کرتے اور ان کے رفقاء کاران کو ان کی بے علمی اور کم نظری کا احساس دلاتے کہ خود ان کے اپنے تاسفات ہم تلک پہنچے، الٹے ہماری

گرفتوں کا جواب دینے پر تل کھڑے ہوئے، ان گرفتوں کا جواب تو کوئی جواب نہیں اور مزیدار بات یہ کہ جواب بھی دیتے جاتے ہیں اور خود ہی شرماتے بھی چلے جاتے ہیں۔

اس بت شرمگیں کے کیا کہنے

جواب دیتے ہوئے تاثر یہ دیا گیا ہے کہ گویا یہ مدیر "فکر و نظر" شرف الدین صاحب کے قلم سے ہے لیکن اس کی بے مغزی اور کم فکری کو دیکھ کر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ خود معصومی صاحب کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے کہ ان کی عادت قدیمہ کے عین مطابق اور ان کی قامت زیبا کے عین موافق ہے، ہائے واماندگی کہ پورے ادارۂ تحقیقات اسلامی میں کوئی ان کی مدد و معاونت بھی کرنے پر تیار نہیں اور نہ ہی اسے ان پر رحم آیا جبکہ ان ہی سے کئی ایک خود ہمارے پاس اپنے اس "بھولے بادشاہ" کے فکر و دانش پر ماتم کرتے ہوئے آئے اور کئی ایک [illegible] مبارکبادی کے پیغام بھجوائے۔ لیکن ادہر

بے کسی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

بے دلی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دین

ہم نے معصومی صاحب کے مضمون "شاہ ولی اللہ اور نظریہ تقلید" پر ایرادات اور مواخذات کرتے ہوئے اپنے سولہ صفحے کے طویل مقالے کے چار حصے کیے تھے۔

پہلا حصہ اس بات پر مشتمل تھا کہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے سربراہ صاحب کو تقلید کے معنیٰ تک نہیں آتے اور وہ نہیں جانتے کہ اس لفظ کا استعمال کہاں، کب اور کیسے ہوتا ہے ———؟

دوسرے حصہ میں ہم نے انہیں خود اکابر حنفیہ اور ماہرین اصول کے حوالہ سے تقلید کے معنیٰ سمجھائے تھے کہ حضور! تقلید اسے کہتے ہیں اور یہ اس کی تعریف ہے۔

تیسرے حصہ میں ہم نے صغیر حسین صاحب کے اس دعوی اور نظریے کا ابطال کیا تھا کہ شاہ ولی اللہ کے نزدیک تمام مسلمانوں پر تقلید ائمہ فرض اور واجب ہے اور اس ضمن میں انہیں اس کی بھی خبر دی تھی کہ فرض اور واجب کسے کہا جاتا ہے اور اس کی تعریف کیا ہے اور تماشا یہ کہ اس سلسلہ میں ہم نے تمام حوالہ جات بھی حضرت شاہ ولی اللہ ہی کے نقل

کیے تھے کہ بات ان کے متعلق ہو رہی تھی

چوتھے حصہ میں ہم نے بالذات مسئلہ تقلید پر گفتگو کرتے ہوئے ائمہ و اکابر کے حوالہ سے اسے مذموم اور ناقابلِ قبول ٹھہرایا تھا۔

آخر میں برسبیل تذکرہ ہم نے ایک دفعہ پھر صغیر حسین معصومی صاحب کی علمیت اور سطحیت کا تذکرہ کیا تھا کہ جس آدمی کو الفاظ کے معانی اور واقعات کی تاریخی حیثیت کا علم نہ ہو اسے علمی مسائل میں ٹانگ اڑانے کی ضرورت کیا ہے اور انہیں نصیحت کی تھی کہ الدین النصیحة

عشق تو قائم نہ ہوا آپ سے
اور ہی کچھ پیشہ کیا چاہیے

لیکن "فکر و نظر" کو دیکھ کر حیرت ہوئی کہ صاحب "فکر و نظر" نے پہلے، دوسرے اور چوتھے حصہ کو تو چھیڑا تک نہیں — گویا کہ یہ بات تو انہوں نے تسلیم کر لی ہے کہ انہیں تقلید کے معنی نہیں آتے تھے اور تقلید کو انہوں نے غلط معنوں میں استعمال کیا تھا اور پھر انہوں نے ہمارے اس درس کو بھی قبول کر لیا کہ "تقلید اکابر حنفیہ اور اصولیین کے نزدیک ایک خاص معنی و مفہوم رکھتی ہے۔

نیز انہیں یہ بھی اعتراف ہے کہ نفس تقلید پر ہم نے جو اکابر کے اقوال نقل کیے تھے وہ بھی درست اور صحیح تھے اور صغیر حسین صاحب شرف الدین صاحب کی آڑ میں بھی ان کا جواب دینے سے قاصر و عاجز ہیں۔

رہ گئی بات شاہ ولی اللہ سے متعلقہ حصہ کے بارہ میں تو اس کے جواب میں بھی تکلف ہی سے کام لیا گیا ہے وگرنہ اس میں اور جن حصوں کا جواب نہیں دیا گیا ان میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں بہرحال ہم ان جواب کا تجزیہ کرنے سے پیشتر اس تمہید کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں جو ہمارے جواب کے لیے باندھی گئی ہے۔

فرماتے ہیں :۔ ______

"شاہ صاحب کی کتابیں عربی میں ہونے کی وجہ سے عام طور پر لوگوں کی

سمجھ سے باہر ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے عربی کے فضلاء بھی شاہ صاحب کی تحریروں کو صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتے۔ اس لیے شاہ صاحب کے صحیح مسلک کی توضیحات کو ایک فرض سمجھتے ہوئے ہم نے جناب معصومی صاحب کا ایک مضمون "شاہ ولی اللہ اور نظریہ تقلید" فکر و نظر" کے جون کے شمارے میں شائع کیا تھا" ۱؎

گویا کہ "فکر و نظر" نے یہ مضمون صرف اس لیے شائع کیا تھا کہ پاکستان یا شاید پورے برصغیر میں شاہ ولی اللہ کی تحریروں کو چونکہ صرف صغیر حسین معصومی ہی سمجھتے ہیں اس لیے ان کو واضح کیا جائے ورنہ اس کی توضیحات ادارہ تحقیقات اسلامی پہ فرض کیسے ہو جاتیں؟

ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے

اور عربی کی وہ مہارتِ تامہ جو صرف صغیر حسین صاحب کو حاصل ہے یا ان کے نائبین کو اس کا ثبوت خود اسی "فکر و نظر" کے شمارہ اگست میں موجود ہے جس میں ہمارا جواب دینے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے۔ چنانچہ ہماری اس گرفت پر کہ "امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کی اقتداء میں انہی کے طریقہ پر نماز ادا کی ہے" کا جواب دیتے ہوئے صغیر حسین یا ان کے وکیل صفائی شرف الدین صاحب اپنی عربی دانی اور شاہ ولی اللہ کی عبارت فہمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

جواب از حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲۷:- ومع ھذا فکان بعضھم یصلی خلف بعض مثل ما کان ابوحنیفۃ او اصحابہ والشافعی وغیرھم رضی اللہ عنھم یصلون خلف ائمۃ المدینۃ من المالکیۃ وغیرھم وان کانوا لا یقرءون البسملۃ لا سرا ولا جہرا ۲؎

اور اس کا ترجمہ لکھتے ہیں:-

اس کے باوجود بعض ائمہ بعض کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ امام

۱؎ فکر و نظر شمارہ اگست ص ۸۵ ۲؎ ایضاً ص ۸۹

ابو حنیفہ یا ان کے اصحاب اور امام شافعی اور دوسرے ائمہ مدینہ کے اماموں (امام مالک وغیرہ) کے پیچھے نماز پڑھتے تھے حالانکہ یہ حضرات بسم اللہ نہ آہستہ پڑھتے تھے اور نہ بلند آواز سے۔" ؎

اب ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں کس "دیانت" اور عربی دانی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ہم نے "ترجمان الحدیث" کے شمارہ جولائی میں صغیر حسین —— صاحب کی اس بات کو چیلنج کیا تھا کہ امام ابو حنیفہ نے امام مالک کی اقتداء میں انہی کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھی ہے اور اس کی ثبوت کیا ہے؟

اس کے جواب میں حجۃ اللہ کی یہ عبارت پیش کی جارہی ہے اور پھر دعوئے ہے، شاہ ولی اللہ کی عبارات فہمی اور عربی دانی کا اس پر ہم اس کے علاوہ اور کیا کہیں ؎

خدا کی شان یہ دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

یا پھر یہ ؎
شان ہے تیری کبریائی کی
بت کریں آرزو خدائی کی

صغیر حسین صاحب یا شرف الدین صاحب! ہم نے پچھلی مرتبہ بھی ادب سے گزارش کی تھی کہ اہل حدیث کے خلاف لکھتے اور بولتے ہوئے تول ضرور لیا کیجئے کہ آپ کہہ کیا رہے ہیں یہاں کہہ مکرنی سے کام نہیں چلے گا کہ ؎

یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

اسے علم نہیں جہالت اور جواب نہیں بددیانتی کہا جاتا ہے۔

حجۃ اللہ کی اس عبارت کی کون سی پاتال ہے جس سے صغیر حسین یا ان کے وکیل صفائی امام ابو حنیفہ کی امام مالک کی اقتداء میں ان کے طریقے کے مطابق نماز پڑھنے کو نکال رہے اور ثابت کر رہے ہیں؟

؎ فکر و نظر شمارہ اگست ص ۸۵، ۹۰

ہم نے تب بھی کہا تھا اور آج پھر کہتے ہیں کہ یہ معصومی کی صریحاً غلط بیانی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے امام مالک کی اقتدار میں نماز پڑھی اور حنفی طریقہ کو چھوڑ کر مالکی طریقہ پر اس کو ادا کیا بجا دُ اور اس جھوٹ کو سچ ثابت کر دو گر نہ ۔

نہ ہم آئے نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

اور پھر من المالکیۃ وغیرھم کا ترجمہ امام مالک وغیرہ عربی کے کس قاعدے کی رو سے کیا گیا ہے؟ مالکیہ سے مراد امام مالک حنبلیہ سے مراد امام احمد حنفیہ سے مراد امام ابو حنیفہ اور شافعیہ سے مراد امام شافعی۔ یہ بات اہل علم سے نہ کبھی ہم نے سنی اور نہ کہیں پڑھی۔ اس کی ایجاد کا سہرا اصغر حسین معصومی کے سر یا ان مدافعین کے جو جہالت کی حمایت میں خود جہالت کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔

"فاضل مدینہ احسان الٰہی صاحب کی توجہ منعطف" کروانے سے پہلے خود اپنی فضیلت علمی کو پرکھ لیا ہوتا۔

اپنے "انا" کو خدا اور رسول کی صف میں کھڑا کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لیا ہوتا کہ ہر کہ و مہ شعراء کے اشعار کا مصداق نہیں ہوتا اور اگر آپ کو کس عرب شاعر کے شعر کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو ہم سے مدد طلب کی ہوتی۔ کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا۔ لیجئے ادارہ تحقیقات اسلامی کی سربراہی اور آپ کی اس وجاہت علمی وعظمت علمی پہ ہمیں بھی ایک عربی شعر یاد آرہا ہے۔

یا حطیہ کے الفاظ میں کہ حضور آپ گھر بیٹھے بلندیوں کے طلب گار ہوتے ہوئے یا برکات بیٹھئے

فاقعد فانك انت الطاعم الكاسي

اور اردو شاعر نے عربی شعر کا تس حل لبغیتها ہی کا ترجمہ کیا ہے اور کتنا صحیح

؎ تم کو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام   تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے زلفیں اپنی

تمہید ہی میں یہ بھی گوہر فشانی کی گئی ہے اور نکتہ شناسی اور نکتہ دری کا مظاہرہ کیا گیا ہے :-

"ماہنامہ ترجمان الحدیث .... کے ٹائیٹل کے نیچے اسلامی نظریات سلفی عقاید .... جیسے الفاظ برابر لکھے ہوتے ہیں اور جن سے ان کی تقلید ظاہر ہے" ؎۱

واہ سبحان اللہ! کیا تحقیق اور کیا تدقیق ہے!

حضور معلّی الالقاب صدر ادارہ تحقیقات اسلامی! یا والا جناب مدیر "فکر و نظر" گرامی! کن سے ہماری تقلید ظاہر ہے، اسلامی نظریات سے یا سلفی عقاید سے؟

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی ———

اس جہالت پر طرہ کہ "فکیف انا" ہمارا دعوٰے ہے کہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے بزرجمہروں کے سوا اسے تقلید پر اور کوئی دلیل نہیں ٹھہرا سکتا؟ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمارے "ترجمان الحدیث" کے شمارۂ جولائی میں لکھنے کے باوصف تقلید کے معنی کو ہنوز نہیں جانا ورنہ اس علمیت کے بگھارنے کی کیا تک تھی؟ ———

پھر لکھتے ہیں :-

"مدیر (ترجمان الحدیث) نے جس نقد نگاری اور علمی تحقیق کا مظاہرہ کیا ہے اس کی داد تو کچھ ان کے قارئین ہی دیں گے"

جہاں تک داد کا تعلق ہے ہم کارپردازانِ "فکر و نظر" کی معلومات میں اضافہ کی خاطر کہتے ہیں کہ ہمیں نہ اس کی پرواہ ہے اور نہ خواہش۔ ہم اس مقام سے کبھی کے گزر چکے ہیں۔ جب راہِ حق میں داد کسی کو مست اور بے داد کسی کو پست کر سکے۔ ہم نے کبھی بھی حق کی خاطر قلم اٹھاتے اور زبان کو حرکت میں لاتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ لوگ اس کے بارہ میں کیا کہیں گے، ہمارا مطمح نظر صرف اور صرف یہ رہا ہے اور اسی پر

۱؎ فکر و نظر شمارہ اگست ص۸۵

ہم اپنے مولیٰ سے ثبات کے طلب گار ہیں کہ دنیا اچھا کہے برا کہے ہمارا رب ہم پہ راضی ہو جائے اور اس کی بارگاہ میں ہمیں نادم نہ ہونا پڑے۔

ویسے ان کے لیے یہ بات ایک صدمہ سے کم نہ ہوگی کہ جس نقد نگاری اور علمی تحقیق کے بارہ میں وہ اس چھپتے ہوئے انداز میں پوچھ رہے ہیں جس قدر اس پر ہمیں داد ملی شاید کم ہی مضامین پر ملی ہوگی اور تو اور خود "فکر و نظر" اور ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستہ حضرات تک نے اس پر ان الفاظ میں تحسین پیش کی کہ:۔

"اس مضمون کو دیکھ کر تو ہمیں بھی اپنے ڈائریکٹر کی جہالت پر یقین ہو گیا"

اس قسم کی لایعنی اور بے معنی تمہید کے بعد ہمارے ایرادات کے اس حصہ کے جواب دینے کی کوشش بے کار کی گئی ہے جس میں ہم نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں صغیر حسین صاحب کے اس دعوے کو غلط ثابت کیا تھا کہ شاہ صاحبؒ کے نزدیک مذاہبِ اربعہ کی تقلید سارے عالم اسلامی کے لیے فرض اور ضروری ہے ——

چنانچہ "فکر و نظر" اس کی تردید کرتے ہوئے بحث اور گفتگو کے ابتدائی قواعد تک فراموش کیے دیتا ہے کہ اس سلسلہ میں نہ تو اسے ہماری پیش کردہ عبارات کی تغلیط کی جرات ہوئی اور نہ ان سے استنباط و استخراج کو غلط ٹھرانے کی، بلکہ وہ ان سے کلیتہً اعراض کرتے ہوئے چند ایک عبارتیں پیش کر کے گزر گیا ہے اور سمجھا ہے کہ شاید مسئلہ حل ہو گیا۔

حضور! مسائل یوں نہیں حل ہوا کرتے۔ پسپائی اور ثبات، گریز اور مقابلہ میں بڑا فرق ہے۔ آپ ہماری "بعض علمی اور غیر تحقیقی نگارشات" کا جواب دینے چلے تھے تو صرف دعوے پر نہیں بلکہ دلیل پر بھی نظر ڈال لیتے تو اچھا ہوتا۔

ہم نے تقلید کی عدم فرضیت کی دلیل خود شاہ صاحبؒ سے پیش کی تھی کہ وہ فرماتے ہیں:——

اعلم انہ لم یکلف اللہ تعالیٰ احدا من عبادہ بان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیھم الایمان بما بعث بہ

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و سلم [1]

اور اللہ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہونے کا مکلف نہیں ٹھہرایا بلکہ ان پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ ان احکام کو مانیں جو سرور ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے۔

لیکن شرف الدین یا صغیر حسین صاحب اسے اور اس قسم کی دوسری عبارات کو جو ہم نے شاہ صاحبؒ سے نقل کی تھیں ہاتھ تک نہیں لگاتے اور کچھ دوسری بے تعلق عبارات پیش کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ حجۃ اللہ کی ایک طول وطویل عبارت "العلم ثلاثۃ" کے زیر عنوان نقل کی ہے جو تقریباً ڈیڑھ صفحہ پر پھیلی ہوئی ہے جبکہ زیر بحث مسئلہ "وجوب تقلید" سے اس کا کوئی علاقہ ہی نہیں۔

اسے پڑھ کر زبان پر بے اختیار عربی کا یہ مشہور شعر آگیا ؎

کتب القتل والقتال علینا !

وعلی الغانیات جر الذیول

کہ مسائل علمیہ پر بحث و گفتگو آپ کے بس کی نہیں۔ اسے آپ ہمارے لیے ہی رہنے دیجیے۔ آپ جائیے اور ایرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر ناز فرمائیے۔ ہاں سرکار کھائیے اور گل چھرّے اڑائیے۔

اس خارج از موضوع عبارت کو پیش کرنے کے بعد شاہ صاحب کے رسالہ "الانصاف" سے بھی ایک حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ ذرا وہ حوالہ آپ بھی سنیے اور سر دھنیے اور ان کی "بالتحقیق اور ــــ باعلم نگارشات" کی داد دیجیے۔ فرماتے ہیں:

"شاہ صاحبؒ حنفی مذہب کی تقلید کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

وشواھد ما نحن فیہ کثیرۃ جدا، وعلی ھذا ینبغی ان القیاس وجوب التقلید لامام بعینہ فانہ قد یکون واجبا وقد لا یکون واجبا، فاذا کان انسان جاھل فی بلاد الھند او بلاد ماوراء

---

[1] القول السدید شاہ ولی اللہ

النہر و لیس ھناک عالم شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتاب من کتب ھذہ المذاھب وجب علیہ ان یقلد لمذھب ابی حنیفۃ و یحرم علیہ ان یخرج من مذھبہ لانہ حینئذ یخلع ربقۃ الشریعۃ و یبقی سدا مھملا

جن مطالب کا ذکر کر رہے تھے ان کے شواہد بہت زیادہ ہیں اور اس بناپر قیاس یہ چاہتا ہے کہ کسی ایک کی بعینہٖ تقلید واجب ہو جائے، کیونکہ تقلید کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی غیر واجب ہوتی ہے۔ اگر ہندو پاک کے یا ماوراء النہر کے کسی شہر میں کوئی انسان تعلیمات اسلام سے ناواقف ہو۔ وہاں کوئی شافعی مالکی اور حنبلی عالم نہ ہو اور نہ ہی ان مذاہب کی کتابیں وہاں ہوں تو اس پر امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے اور ان کے مذہب سے نکلنا حرام ہے، کیونکہ تقلید نہ کرنا شریعت کی اطاعت کو ترک کرنا ہوگا اور مہمل محض ہو کر رہ جائے گا۔" لہ

ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی صاحب! یہ حوالہ وجوبِ تقلید کے حق میں ہے یا مخالفت میں؟

؎ دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں!

"اذ کان انسان جاھل فی بلاد الھند" (جب ہندوستان وغیرہ میں کوئی جاہل آدمی رہتا ہو)

"و لیس ھناک عالم" (اور وہاں کوئی عالم بھی نہ ہو۔)

"ولا کتاب من کتب ھذہ المذاھب" (اور کسی مذہب کی کوئی کتاب بھی نہ ہو۔)

یہ ساری چیزیں تقلید کے حق میں ہیں یا مخالفت میں —— ؟

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

کیا آپ جاہل ہیں؟ ——

کیا آپ کے ادارے میں کوئی بھی عالم نہیں؟ ——

کیا آپ کی لائبریری میں کسی مذہب کی کوئی کتاب نہیں؟ ——

پھر آپ تقلید کیوں کرتے اور اسے واجب ٹھہراتے ہیں ؟
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

اور پھر اس پر بھی مستزاد کہ ڈائرکٹر صاحب چالاکی سے مابعد کی عبارت جو اس سے متعلق ہے حذف کیے دیتے ہیں اور علم کی دنیا میں اس سے بڑی خیانت اور کیا ہو سکتی ہے کہ، ایک عبارت کو کانٹ چھانٹ کر پیش کیا جائے اور اس کے سابقے اور لاحقے کو حذف کرکے اپنی مطلب براری کا سامان بہم پہنچایا جائے۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ وہاں سے بالکل متصلاً آگے جہاں پر ڈائرکٹر صاحب نے بد دیانتی سے عبارت کو ختم کیا ہے فرماتے ہیں:-

لانہ حینئذ یخلع ـــــ ربقة الشریعة ویبقی سدا سهملا بخلاف ما اذکان فی الحرمین فانه یتیسر له هناك معرفة جمیع المذاهب [1]

یعنی جب علماء موجود ہوں کتب میسر ہوں اور تعلیمات اسلامی عام ہوں تب تقلید واجب نہیں ہوتی جیسے کہ حرمین شریفین مکہ و مدینہ میں ہے کہ وہاں تعلیم و علماء میسر و موجود ہیں ؎

نالہ بلبل شیدا تو سنو ہنس ہنس کر !
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

حوالہ مذکورہ سے وجوب تقلید کی تائید اور استدلال تو معلوم ہو ہی چکا۔ اب ذرا اس عربی دانی اور شاہ صاحبؒ کی عبارت فہمی بھی ملاحظہ کر لیجیے جس کا تمہید میں ذکر کیا گیا ہے

اولاً۔ الانصاف کی عبارت لکھتے ہوئے "ینبغی ان القیاس وجوب التقلید" لکھا گیا ہے جو قطعی غلط ہے اور عربی زبان سے معمولی تعلق رکھنے والا بھی اس غلطی کو محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن مدیر "ترجمان الحدیث" کو فاضلِ مدینہ کہہ کر طنز کرنے والے شاید نہیں

---

[1] الانصاف فی سبب الاختلاف لشاہ ولی اللہؒ

بلکہ یقیناً عربی سے اسی قدر بے بہرہ ہیں کہ انہیں لکھتے اور ترجمہ کرتے وقت بھی اس کا احساس نہیں ہوا۔ کاش یہ مدینہ یونیورسٹی نہ سہی کسی عربی مدرسہ ہی میں جاگ کر پڑھے ہوتے، صحیح عبارت ان یقاس ہے۔ ان القیاس نہیں وگرنہ ترجمہ میں وہ مجہول نہ آتی جو اب آئی ہے اور کون جانے اس تبدیلی کو بھی دیانتہً ہی روا رکھا گیا ہو کہ مقصود میں زور پیدا کیا جا سکے لیکن ؎

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

ثانیاً ترجمہ میں ہے "اس پر امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تقلید واجب ہے اور ان کے مذہب سے نکلنا حرام ہے۔ کیونکہ تقلید نہ کرنا شریعت کی اطاعت کو ترک کرنا ہو گا۔"

اس ترجمہ میں بھی یا تو عربی سے ناواقفیت اور جہالت کو دخل ہے یا بد دیانتی اور خیانت کو، اس لیے کہ "حرام ہے" کے بعد تقلید کو الگ کر کے بیان کرنا یہ تاثر دیتا ہے کہ مطلقاً تقلید نہ کرنا شریعت کو ترک کرنا ہے جبکہ شاہ صاحب "حینئذ" کا لفظ لا کر اسے مقید کر رہے ہیں کہ جہالت کی موجودگی اور علماء اور کتب کی غیر موجودگی میں تقلید ترک کرنا شریعت کے منافی ہے۔

نہ جانے مترجم کو "حینئذ" کا ترجمہ نہیں آیا یا خیانتہً اسے گول کر گیا ہے۔

ثالثاً ترجمہ ہی میں ہے "کیونکہ تقلید نہ کرنا شریعت کی اطاعت کو ترک کرنا ہو گا اور مہمل محض ہو کر رہ جائے گا۔"

اس "مہمل محض" کا کس فقرہ سے تعلق ہے؟ ماسبق سے یا مابعد سے؟ کون مہمل محض ہو کر رہ جائے گا؟ اور پھر پچھلی عبارت سے اس کا ربط کیا ہو گا؟

اسی بنا پر ہم نے ابتداءً یہ کہا تھا کہ یہ گلکاریاں صغیر حسین صاحب کی ہی معلوم ہوتی ہیں وگرنہ ادارہ تحقیقات اسلامی میں عربی اور اردو سے اتنا نابلد اور کون ہو گا؟ کم از کم ہمارا تو یہی خیال ہے۔

آہ! ان کو کسی نے لکھنا تو سکھایا ہوتا۔ عربی تو پڑھائی ہوتی، بے چارے چلے ہیں لڑنے

[illegible]

اسی طرح ایک اور عبارت "و الاعراض عنھا کلھا مفسدۃ کبیرۃ" کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اور ان مذاہب سے روگردانی کرنے میں بالکلیہ فساد عظیم ہے"۔[1]

یہ "بالکلیۃ فساد عظیم" کون سی ترکیب ہے؟ اور بالکلیہ کس زبان کا لفظ ہے؟

اور پھر عالمو! اور ادارہ تحقیقات اسلامی کے ماہرو! باللہ خبر دا۔ کہ "کلھا" کا تعلق ماقبل سے ہے یا مابعد سے؟

کچھ تو خوف خدا کرو یارو!

اگر تمہاری ریسرچ اور تحقیقات کا یہی عالم ہے تو وہ ناؤ کبھی کی ڈوب چکی جس کے کھیون ہارے تم ہو اور جس کا ناخدا اصغیر حسین معصومی ہے۔

خود غلط املا غلط انشا غلط

اور یہ ہے وہ پونجی جس کے برتے پر ارباب "فکر و نظر" ہماری تنقید و تحقیق کا جواب دینے کے لیے نکلے ہیں ؎

میں جانتا تھا جو وہ لکھیں گے جواب میں

آخر میں ہم یہ بات اپنے قارئین کے علم میں لائے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمیں اگست کا جواب اکتوبر کے شمارہ میں اس لیے دینا پڑا کہ ان "بزرگوں" نے ہمارا جواب لکھنے کے بعد "فکر و نظر" کا شمارہ اگست ہمیں ارسال ہی نہ کیا۔ چنانچہ "ترجمان الحدیث" اور "اہلحدیث" دونوں دفاتر میں یہ شمارہ موصول نہ ہوا اور ہمیں نصف اگست گزر جانے کے بعد اپنے ایک دوست کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ "فکر و نظر" نے ہمارا جواب دیا ہے۔ چنانچہ اس پر دفتر "فکر و نظر" کو دو مرتبہ یاد دہانی کرائی گئی تب جا کے آخر اگست میں جب کہ "ترجمان الحدیث" ـــــ کا شمارہ ستمبر پریس میں جا چکا تھا۔ "فکر و نظر" موصول ہوا جس کی بنا پر اب شمارہ اکتوبر میں اس کا جواب الجواب دیا جا رہا ہے۔

ہمارے ساتھ یہ عجیب معاملہ ہوتا ہے کہ جو بھی ہمارے خلاف لکھتا ہے اپنا پرچہ

---

[1] فکر و نظر ص ۸۶

ہی ہمیں ارسال نہیں کرتا حالانکہ صحافتی اور اخلاقی تقاضوں کے مطابق جس کے متعلق لکھا جائے اسے سب سے پہلے پرچہ ارسال کرنا چاہیے اور ہم نے جب بھی کسی کے متعلق لکھا اسے دو دو پرچے بھیجے تاکہ اسے جواب کی حسرت نہ رہے۔ کیونکہ ہم زبان سے نہیں عمل سے "کیف انا" کے قائل ہیں اور طنطنے سے کہتے ہیں ؎

انا صخرۃ الوادی اذا ما زوحمت
واذا نطقت فاننی الجوزاء !!

ضروری اعلان

قارئین کرام !

اس دفعہ "فکر و نظر" اور تصریحات کی طوالت کے باعث "سفر حجاز" شامل اشاعت نہیں کیا جاسکا —— آئندہ شمارہ میں تقریباً چالیس صفحات صرف سفر حجاز پر مشتمل ہوں گے انشاء اللہ۔ نیز کاغذ کی پابندی کچھ نرم ہونے کی وجہ سے آئندہ سے حسب سابق "ترجمان الحدیث" ۶۴ صفحات پر مشتمل ہوا کرے گا۔

وہ احباب جن کی مدت خریداری ختم ہو رہی ہے وہ براہِ کرم فوری طور پر سالانہ چندہ ارسال فرما دیں۔ نیز ان سے درخواست ہے کہ "ترجمان الحدیث" کے حلقہ کو وسیع تر بنانے کے لیے دیگر حضرات کو بھی اس کی خریداری کی طرف توجہ دلائیں تاکہ خدمتِ دین اور مسلکِ صحیح کی تبلیغ کا یہ سلسلہ اور زیادہ پھیل سکے۔ امید ہے کہ ہمارے دوست اس بارہ میں ہم سے بھرپور تعاون فرمائیں گے

مینیجر "ترجمان الحدیث"، ایبک روڈ انارکلی لاہور

تفسیر ثنائی

۷۰ سال کے بعد طبع ہو چکی ہے

قیمت غیر مجلد ۶۳ روپے۔ مجلد ۷۵ روپے

ادارہ ترجمان السنۃ، ایبک روڈ انارکلی لاہور